مولانا عرفان الحق اظہار حقانی *

جناب شفیق الدین فاروقی کی رحلت

ماہنامہ ''الحق'' کے معاون مدیر، جامعہ دارالعلوم کے کوارڈینیٹر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے خادم خاص، مولانا مفتی محمود کے اسارت کے رفیق، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے خصوصی معاون ،رفیق سفر وحضراوران کے داماد جناب شفیق الدین فاروقی صاحب تقریباً ڈیڑھ برس کی طویل علالت کے بعد بروز جمعرات ۲۴ جولائی ۲۰۱۴ء بوقت صبح پونے آٹھ بجے انتقال فرما گئے ۔اناللہ وان الیہ راجعون۔گزشتہ سال ڈاکٹروں نے مرحوم کے کینسر کی تشخیص کی اور یوں پہاڑ کی طرح ایک فولادی شخص کچھ ہی عرصہ میں مشت استخواں بن گیا۔

ے دیکھو جسے ہے راہ فنا کی طرف رواں　　ترے محل سرا کا یہی راستہ ہے

حدیث شریف ہے کہ کن عالماً او متعلماً او خادماً ولا تکن رابعاً فتھلک کہ دنیا میں عالم بنو، یا طالب علم اور یا ان کے خادم بن جاؤ اس کے علاوہ چوتھے نہ بنو۔ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ ہمارے ممدوح شفیق صاحب نے پوری زندگی علم اور اہل علم کی خدمت میں صرف کرکے خودکو کامیاب و بامراد بنالیا۔ اور اِن کی یہی تگ و دونجات آخرت کا ذریعہ ہوگی۔اس لئے کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ المرء مع من احب یعنی انسان جس کے ساتھ محبت رکھے اُسی کے ساتھ قیامت میں اُس کا حشر ہوگا۔

عظیم سعادت : فاروقی صاحب کو اللہ نے ۲۷ رمضان کی رات اور شب جمعہ کی موت جیسی عظیم سعادت سے نوازا۔ دوسری طرف رمضان کی سخت ترین گرمی ان کے رحلت پر نہ صرف خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں میں بدل گئی بلکہ آسمان نے بارش برسا کر بکت علیہ السماء (آسمان اس کی رحلت پر رویا) کا منظر پیش کیا۔ جنازہ اِسی روز اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خواہش اور اصرار پر محدث دوران، نمونہ اسلاف شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کی اقتداء میں پڑھایا گیا۔

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جس میں ہزاروں علماء، صلحاء، طلباء دارالعلوم حقانیہ کے وابستگان اور عوام الناس نے شرکت کی، پھر اِنہیں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، مولانا عبدالحنان جہانگیروی فاضل دیوبند اور مولانا اخونزادہ شیخ الحدیث افغانستان کے پہلو میں راحت دائمی کی جگہ ملی۔

اوصاف وکمالات: اللہ نے اُن کو خودداری، تواضع وانکسار، معاملہ فہمی، جذبہ خدمت، خندہ پیشانی، حلم و بردباری اور تحریر ومطالعہ کے عمدہ ذوق جیسے اعلیٰ صفات سے نوازا تھا۔

وفات سے ایک دو روز قبل گھر والوں سے کہا کہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی ڈرائیونگ کیلئے جارہا ہوں' گویا انہوں نے اپنے چل چلاؤ کی اطلاع دے دی۔ شیخ الحدیث صاحبؒ جب اسمبلی اجلاس کے لئے تشریف لے جاتے تو فاروقی صاحب اکثر اوقات ڈرائیونگ کی خدمت انجام دیتے تھے۔ مرحوم نے ۷۰ء کی دہائی میں اکوڑہ خٹک آکر بانی دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق کی صحبت اختیار کی۔ ملکی اور غیرملکی اسفار میں ان کے معتمدِ خاص کے طور پر ساتھ رہتے اور یہ رشتہ مرتے دم تک نبھاتے رہے۔ چونکہ آپکا تعلق جدید تعلیم یافتہ طبقے سے تھا اس لئے دارالعلوم میں آکر بھی ایک عرصے تک اس کا رنگ آپ پر نمایاں رہا' ماڈرن لباس زیب تن کئے رہتے، تاہم بالآخر اُن کی باطنی نجابت وطہارت نے اِن کی صورت اور حلیہ پر غلبہ پالیا۔

سوانحی احوال: ان کی سوانح کچھ یوں ہے کہ آپ جناب معین الدین بن نظام الدین فاروقی کے ہاں ۲۷ مئی ۱۹۴۹ء کو بابو محلّہ راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ نسلاً آپ فاروقی یعنی حضرت عمر فاروقؓ کے خاندان سے تھے۔ آپکے والد اور دادا مرحوم ہندوستان کے شہر امروہہ سے ہجرت کرکے تقسیم ہند سے قبل یہاں آکر آباد ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم کنٹونمنٹ بورڈ سکول راولپنڈی میں حاصل کی اور پھر گورنمنٹ کالج سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۸ء میں آپ کے والد جو کہ آرمی ورکشاپ میں ملازم تھے، کراچی منتقل ہوگئے۔ تعلیم کی تکمیل پر آپ کی تقرری ملازمت کے سلسلے میں آرڈیننس اکاونٹ جنرل میں ہوئی۔ پھر آپ کا تبادلہ پی او ایف واہ میں ہوا۔ چند برسوں تک یہیں ملازمت کی۔ مرحوم مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب نئے نئے اکوڑہ خٹک سے جامعہ اسلامیہ راولپنڈی حضرت شیخ الحدیث کی خواہش پر منتقل ہوئے تھے۔ شفیق صاحب کا گھر اس مسجد کے بالکل قریب تھا۔ انکے والد اہل علم سے محبت کی بناء پر قاری سعید الرحمٰن صاحب کی خدمت میں لگ گئے۔ قاری صاحب نے بھی شفیق صاحب

کی ایک بیٹے کی طرح تربیت اور پاسداری کی، مولانا سمیع الحق اور قاری صاحب مرحوم کی بچپن سے جگری دوستی تھی اور ہفتہ دس دن میں قاری صاحبؒ کے ہاں آنا جانا رہتا یہ دوستی شفیق صاحب اور انکے خاندان سے تعارف وتعلق کا بھی ذریعہ بن گئی۔

دارالعلوم حقانیہ کی خدمت سرکاری نوکری سے مستعفی ہونا: رفتہ رفتہ یہ تعلق اتنا مضبوط ہوچلا کہ آپ نے سرکاری نوکری سے استعفیٰ دیکر دارالعلوم حقانیہ کی خدمات کیلئے خود کو وقف کردیا، مادیت اور نفسا نفسی کے اس دور میں سرکاری نوکری چھوڑنا اور مدرسے کی معمولی تنخواہ زہد وقناعت بلکہ فقروفاقہ کو ہنسی خوشی اختیار کرنا بڑے دل گردے کی بات تھی لیکن جن کی نظر اُخروی لازوال انعامات اور سعادتوں پر ہوان کیلئے یہ معمولی بات ہے۔اکوڑہ خٹک آکر پھر آپ اِدھر ہی کے ہوکر رہ گئے__

قناعت اور خودداری کی مثال: اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ماہنامہ ''الحق'' کی ادارت تصنیف وتالیف، طباعت واشاعت کے کاموں کے علاوہ دارالعلوم کے ہر انتظامی یا تعمیری منصوبوں کو کلیدی کردار ادا کرتے رہے۔مولانا سمیع الحق کے پچیس تیس سالہ پارلیمانی زندگی میں آپ ان کے قریب ترین شخص اور سیکرٹری ہونے کیوجہ سے وزراء اعیان حکومت، سربراہان مملکت تک کی انتہائی بے تکلفی ربط وتعلق اور رسائی حاصل رہی۔وہ اس تعلق سے بڑے کاروباری مفادات حاصل کرسکتے تھے مگر سیاسی میدان میں اس سارے تعلقات سے اپنا کوئی ذاتی فائدہ ،عہدہ ،منصب اور کاروبار تو بڑی بات کہ ایک پائی کا فائدہ بھی نہ اٹھایا جبکہ آخر تک انتہائی تنگی اور عسرت سے وقت گزار کر خدمات انجام دیتے رہے۔ یہ قناعت اور خودداری ایک مثال رہیگی ۔ اکابرین کیساتھ گزرے ہوئے کچھ لمحات کی روداد جواحقر نے اُن سے سُنی وہ پیش خدمت ہے:

۱۹۷۷ء کے ہنگامہ خیز الیکشن اور طوفانی واقعات کے دوران شفیق صاحب نے مولانا سمیع الحق کی رفاقت ومعیت کی خاطر خود گرفتاری دی۔اور آخر دم تک ہری پور جیل میں ساتھ رہے۔ جہاں دونوں حضرات کو پہلے سے گرفتار مفتی مولانا محمود کی خصوصی رفاقت ملی۔جس کی تفصیل شفیق صاحب کے قلم سے ''الحق''میں شائع ہورہی ہے۔الیکشن کے آغاز میں مولانا عبدالحق مرحوم کے مخالف امیدوار جناب نصر اللہ خٹک جو سرحد میں پیپلز پارٹی کے وزیر اعلیٰ تھے، نے مولانا کے بٹھانے کے لئے ہر ہر حربہ آزمانے کے باوجود کامیاب نہ ہوسکنے پر انہیں جعلی کاغذات کے ذریعے شیخ الحدیث کے الیکشن سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا۔معاملہ الیکشن کمیشن لے جایا گیا،صبح اسلام آباد میں پیشی تھی'راتوں رات حضرت کو خفیہ اسلام آباد پہنچنا تھا۔ڈرائیونگ شفیق صاحب نے کرنی تھی،حکومت سرحد اور وفاقی حکومت کو پتہ چلا

اورانہیں اسلام آباد داخل ہونے سے روکنے کا منصوبہ بنایا ،اسلام آباد وراولپنڈی کے ترنول پھاٹک پر سرکاری گاڑیوں نے گھیرے میں لے لیا مگر شفیق صاحب نے کمال ہوشیاری سے ساری منصوبہ بندی ناکام بنادی۔ سارے ناکوں پر چکمہ دے کر حضرت کوایک محفوظ گھر پہنچا دیا۔حکومت ناکام ہوئی اور مولانا مرحوم کوصبح الیکشن کمشنر جناب سجاداحمد خان کی عدالت میں پہنچادیا۔

اسمبلی میں حضرت شیخ الحدیث کی معاونت اوران پراعتماد کا مظہر: قومی اسمبلی میں صدر ،وزیراعظم یاکسی بھی مرحلے پرممبران کوووٹ دینا پڑتا تو قومی اسمبلی کی خصوصی اجازت پرشفیق صاحب کو اسمبلی کے اندر بھی سپیکر کے روسٹرم تک حضرت شیخ الحدیثؒ کوسہارا دینے اور ووٹ ڈالنے میں معاونت کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ یہ حضرت شیخ الحدیثؒ کاان پر بھرپوراعتماداور بھروسے کا مظہر ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے بارے میں فرمایا کہ ایک دفعہ میں دفتر الحق میں مصروف کارتھا کہ اچانک دارالعلوم کے ناظم نے مجھے کہا کہ شیخ الحدیثؒ آپ کویادفرمارہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں ہیں؟ تو بتایا گیا کہ دفتر اہتمام سے گھر کی طرف روانہ ہوچکے ہیں اورسڑک پرگاڑی میں تشریف فرما ہیں۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا کہ کیا ایسی بات ہے کہ سڑک پر رُک کر مجھے یاد کررہے ہیں۔حاضرخدمت ہوااورسلام کیااور پھرعرض کیا کہ حکم فرمایئے تو حضرت مسکرائے توسرخ رنگ کا ایک تازہ گلاب کا پھول عنایت کیااورفرمایا کہ بس یہی دینے کے لئے بلایا تھا۔اس پھول کی تعبیر شیخ الحدیث کی پوتی سے رشتے کی صورت میں آٹھ سال بعد ظاہر ہوئی۔شفیق صاحب مولانا عبدالحقؒ کی کرامات کے بارے میں کہتے تھے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں مولانا عبدالحقؒ نے شفیق صاحب کواطلاع دی کہ راولپنڈی میں ایک جنازہ میں شرکت کیلئے جانا ہے۔اگر تکلیف نہ ہوتو مجھے پنڈی لے جاؤ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دریائے اٹک پرانگریز کے زمانے کا پرانا پل تھا ،اِس پل سے اکوڑہ اور پنڈی کی مسافت سوادو گھنٹے سے کم نہ تھی جبکہ جنازہ کیلئے ڈیڑھ گھنٹہ کاوقت رہتا تھا۔میں نے عرض کیا کہ حضرت! بظاہرتو پہنچنا مشکل ہے،حضرت نے کہا کہ روانہ ہوجاؤ ان شاء اللہ وقت پر پہنچ جاؤ گے۔یہ ان کی کرامت تھی کہ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹے میں ہم جنازگاہ پہنچ چکے تھے۔

ایک دوسرے موقع پرشیخ الحدیثؒ کورمضان کے مہینے میں عصر کے بعد اکوڑہ خٹک کیلئے روانہ کیاتو شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ افطار اکوڑہ خٹک میں اپنے گھرپرکریں گے۔چنانچہ راستے میں مانسہرکیمپ کے قریب گاڑی اچانک بند ہوگئی۔تو حضرتؒ نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ شاید گاڑی گرم ہوگئی ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ مجھے اندازہ ہوا کہ ریڈی ایٹر میں پانی کم ہے' قریب سے پانی لایا اور دو ڈبے ڈالے،لیکن پھربھی پانی کم معلوم ہورہا تھا۔چار پانچ ڈبے ڈالنے کے بعد حیرت کی انتہا ہوئی کہ

پانی نیچے بھی نہیں گرتا اور ریڈی ایٹر بھی نہیں بھرتا ہے ۔ پریشان ہوکر اِسی حالت میں بند کر کے گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی اور گاڑی سٹارٹ ہوگئی۔ اسی حالت میں روانہ ہوئے گاڑی کے انجن سے عجیب وغریب آوازیں نکل رہی تھیں اور جھٹکے بھی لگ رہے تھے ، کہیں کہیں گاڑی بند بھی ہوجاتی اور پھر دوبارہ راونہ ہوجاتی۔ اسی حالت میں ہم گھر پہنچے تو مغرب کی اذان شروع ہوئی۔ اس طرح حضرت کے ارشاد کے مطابق ہم افطاری کے وقت گھر پہنچ گئے ۔ اگلے دن مکینک کو گاڑی دکھائی تو اُس نے پورا انجن کھولا تو دیکھا کہ دو پسٹن اور کنکٹنگ راڈ ٹوٹنے کے باوجود بھی انجن کا سٹارٹ رہنا اسباب کے اعتبار سے ناممکن تھا لیکن اللہ نے ایک ولی کی بات پوری کرنی تھی کہ افطار گھر میں کریں گے۔

اسارت کے دوران حضرت مولانا مفتی محمود کی رفاقت اور یادیں: ہری پور جیل کی ڈائری کے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوگا کہ حضرت مفتی محمودؒ صاحب کی فاروقی صاحب مرحوم کے ساتھ کس حد تک محبت ، شفقت اور قریبی تعلق خاطر رہا۔ شفیق صاحب لکھتے ہیں

☆ صبح کے وقت احاطہ میں موتیا کے بیلوں سے تقریباً ایک پاؤ کے قریب پھول اترتے ہیں۔ میں انہیں جمع کر کے نصف مفتی صاحب کو دے دیتا ہوں اور نصف مولانا کے کمرے میں رکھ دیتا ہوں جس سے تمام کمرہ کی فضاء معطر ہو جاتی ہے مفتی صاحب نے آج پھول دیکھ کر فرمایا کہ تمام پھولوں میں لطیف ترین پھول گلاب کا ہے۔

☆ دوپہر کے کھانے سے پہلے مفتی صاحب نے ہمیں ایک کنال معلوم کرنے کا طریقہ بتایا اور پھر عملاً مجھے احاطہ نمبر ۹ کی پیائش کرنے کی تربیت دی۔ پھر حالات حاضرہ پر تبصرہ ہوتا رہا۔ رات کا کھانا کھا کر خبریں سنیں۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ آج کسی وقت مجھے ایبٹ آباد ریسٹ ہاؤس میں منتقل کردیا جائے گا۔ ہم نے مفتی صاحب کو کہا کہ انکار کردیں۔ ہم بھی رات کو احاطہ نمبر ۹ میں ہی ٹھہر گئے تا کہ رات کو مفتی صاحب کو منتقل نہ کرسکیں۔ (بحوالہ ڈائری)

☆ مفتی صاحب کی بیرک میں اب روز آنے کا معمول بن چکا ہے کہ راقم الحروف اور سمیع الحق صاحب صبح ۱۰ بجے چائے مفتی صاحب کے ہمراہ پیتے ہیں ۔ اس دوران کوئی اور شخص موجود نہیں ہوتا اور خوب بات چیت ہوتی ہے کبھی میں اور مولانا سمیع الحق ایک گروپ بن کر مفتی صاحب کو تنگ کرتے ہیں اور کبھی راقم الحروف مفتی صاحب کی تائید کرتے ہوئے مولانا صاحب کو تنگ کرتے ہیں۔ ابھی تک مجھے دونوں حضرات نے نشانہ ہدف نہیں بنایا ہے۔ (بحوالہ ڈائری)

پسماندگان: مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے عمار شفیق اور حذیفہ شفیق ، دو بچیاں اور اہلیہ شامل ہیں۔ جناب شفیق الدین فاروقی کی رحلت نہ صرف حقانی خاندان بلکہ دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ لاکھوں علماء وصلحا، کیلئے بہت بڑا سانحہ غم اور نا قابل تلافی نقصان ہے۔ ان کی تعزیت کا سلسلہ تا ہنوز جاری ہے ۔ مدارس میں ان کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کی جارہی ہیں۔

قارئین سے بھی مرحوم کی مغفرت ورفع درجات اور پسماندگان کے صبر کیلئے دعاؤں کی اپیل کی جاتی ہے۔